نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

مرزا قادیانی

مسیح گالی باز

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مسیح گالی باز

مرزا غلام قادیانی جس نے نبوت، مسیحیت، مہدیت کے دعویٰ جات کے علاوہ اور بہت سے دعوے کئے وہ اپنے مخالفین کی نسبت کہتا ہے کہ:

إِنَّ الْعِدَا صَارُوا خَنَازِيرَ الْفَلَا وَنِسَاءُ هُمْ مِنْ دُونِهِنَّ الْأَكْلُبُ

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور اُن کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 53)

مخالفین کے لیے حیوانی اور نسوانی تحقیر

یہ عبارت مرزا غلام قادیانی کی اس طرزِ تحریر کی نمائندہ ہے جس میں اختلافِ رائے کو علمی جواب دینے کے بجائے براہِ راست گالی، تحقیر اور اخلاقی پستی کا سہارا لیا گیا۔ مخالفین کو "بیابانوں کے خنزیر" کہنا محض سخت زبان نہیں بلکہ دانستہ طور پر انہیں انسانیت کے دائرے سے خارج کرنے کی کوشش ہے، کیونکہ خنزیر اسلامی معاشرت میں نجاست اور کراہت کی علامت سمجھا جاتا ہے، اور اسی علامت کو استعمال کر کے مخالف فریق کو حقیر ثابت کرنا مقصود ہے۔ اس سے بھی زیادہ سنگین پہلو مخالفین کی عورتوں کو "کتیوں سے بڑھ کر" کہنا ہے، جو نہ صرف شدید اخلاقی گراوٹ کی علامت ہے بلکہ نسوانی شرف اور انسانی وقار پر براہِ راست حملہ بھی ہے۔ یہاں عورتوں کو کسی فکری یا اعتقادی اختلاف کا فریق بنائے بغیر محض مردوں سے دشمنی کے جرم میں گالی کا نشانہ بنایا گیا، جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ زبان کسی دینی غیرت یا علمی حمیت کا نتیجہ نہیں بلکہ نفسانی غصے اور تحقیر پسند ذہنیت کا اظہار ہے۔

اس عبارت کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ یہ ایک ایسے شخص کے قلم سے نکلی جس نے اپنے لیے مسیحیت، مہدویت بلکہ نبوت جیسے عظیم دعوے کیے، جبکہ انبیاء علیہم السلام کے اسوہ میں دشمنوں کے لیے بھی حلم، صبر اور اخلاقی بلندی کی مثالیں ملتی ہیں۔ اس کے برعکس یہاں نہ صرف سخت الفاظ ہیں بلکہ جانوروں کی تمثیل کے ذریعے اجتماعی توہین کی گئی ہے، جو خود اس دعوے کی عملی تردید بن جاتی ہے۔ "مسیح گالی باز" کے عنوان کے تحت یہ حوالہ اس بات کا اولین ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریروں میں گالی کوئی وقتی لغزش نہیں بلکہ ایک منظم اسلوب تھا، جس میں مخالفین کی تذلیل، ان کی عورتوں کی بے حرمتی اور سماجی نفرت کو ہوا دینا مرکزی عنصر کے طور پر موجود ہے۔

اسلوبِ گالی اور حیوانی تشبیہ کا فکری پس منظر

زیرِ بحث عبارت میں مرزا غلام قادیانی نے اپنے مخالفین کو "بیابانوں کے خنزیر" اور ان کی عورتوں کو "کتیوں سے بڑھ کر" قرار دے کر محض سخت الفاظ استعمال نہیں کیے بلکہ ایک پورا فکری سانچہ تشکیل دیا جس میں انسان کو جانور کے درجے میں گرا دیا جاتا ہے۔ علمی اختلاف میں حیوانی تشبیہات کا استعمال ہمیشہ دلیل کی کمزوری اور اخلاقی دیوالیہ پن کی علامت سمجھا گیا ہے، کیونکہ جب فکر دلیل سے عاجز آ جائے تو زبان تحقیر کا سہارا لیتی ہے۔ یہاں مخالفین کے اعمال یا افکار پر گفتگو کے بجائے ان کی ذات، عزت اور خواتین کی عصمت کو نشانہ بنایا گیا، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ طرزِ کلام کسی علمی مناظرے کا حصہ نہیں بلکہ گالی کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کی شعوری روش ہے۔ یہی اسلوب "مسیح گالی باز" کے تصور کی بنیاد فراہم کرتا ہے کہ دعویٰ خواہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، زبان کا اخلاقی معیار اصل حقیقت کو بے نقاب کر دیتا ہے۔

عورتوں کی تحقیر اور اسلامی اخلاقیات

اس عبارت میں مخالفین کے ساتھ ساتھ ان کی عورتوں کو بھی براہِ راست گالی کا نشانہ بنایا گیا، حالانکہ اسلامی اخلاقیات میں عورت کی عزت وحرمت کو غیر معمولی مقام حاصل ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو نہ مَرد مَردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔

(سورہ حجرات آیت 11)

اس آیت میں عمومی ممانعت ہے کہ طعن، لقب تراشی اور تحقیر ایمان کے منافی ہے، جبکہ یہاں معاملہ یہ ہے کہ عورتوں کو جانوروں سے تشبیہ دے کر ان کی اجتماعی بے عزتی کی گئی۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل وعیال کے لیے تم میں سب سے بہتر ہوں۔

(ابن ماجہ 1977)

اس معیار کے ہوتے ہوئے کسی بھی دینی دعوے دار کے لیے یہ ممکن نہیں رہتا کہ وہ عورتوں کی تحقیر کو اپنا اسلوب بنائے اور پھر بھی اخلاقِ نبوی ﷺ کا دعویٰ کرے۔

دعویٔ مسیحیت اور اخلاقِ انبیاء کا تقابل

انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ شدید ترین مخالفت کے باوجود ان کی زبان وقار، صبر اور خیر خواہی سے خالی نہیں ہوئی۔ قرآن مجید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان کرتا ہے:

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ

ترجمہ کنزالایمان: تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

(سورہ طٰہٰ 44)

جب فرعون جیسے سرکش کے لیے بھی نرم گفتگو کا حکم ہے تو عام مخالفین کے لیے خنزیر اور کتے جیسے الفاظ کس نبی کے اسوہ سے ماخوذ ہو سکتے ہیں۔ اس تقابل سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ زیرِ بحث عبارت نہ صرف دعویٔ مسیحیت سے متصادم ہے بلکہ انبیائی اخلاق کے بالکل برعکس رخ پر کھڑی ہے، اور یہی تضاد اس دعوے کی صداقت پر بنیادی سوالیہ نشان بن جاتا ہے۔

گالی بطور دلیل، علمی افلاس کی علامت

علمی دنیا میں یہ اصول مسلم ہے کہ دلیل دلیل سے رد کی جاتی ہے، نہ کہ گالی سے۔ مرزا قادیانی کی اس عبارت میں نہ کوئی عقلی استدلال ہے، نہ نصوصِ شرعیہ سے استشہاد، بلکہ محض تحقیر آمیز تشبیہات ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ،

وَلَا الْبَذِيءِ
مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیاء اور بدزبان نہیں ہوتا ہے۔

(ترمذی 1977)

اس حدیث کی روشنی میں یہ طرزِ کلام ایمان کے دعوے سے متصادم نظر آتی ہے، چہ جائیکہ نبوت یا مسیحیت کے دعوے کے ساتھ اس کا کوئی جوڑ بنتا ہو۔ اس طرح گالی خود دلیل کے فقدان کی شہادت بن جاتی ہے اور قاری کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگتی کہ یہاں علمی قوت نہیں بلکہ لسانی تشدد کارفرما ہے۔

مسیح گالی باز، ایک عنوان کی معنوی تکمیل

یہ حوالہ "مسیح گالی باز" کے عنوان کو محض ایک نعرہ نہیں بلکہ ایک مستند علمی حقیقت بنا دیتا ہے۔ جب ایک شخص کی تحریروں میں بار بار مخالفین، ان کی عورتوں اور ان کے معاشرتی تشخص کو جانوروں سے تشبیہ دی جائے تو یہ اتفاقی لغزش نہیں رہتی بلکہ مستقل مزاجی کے ساتھ اپنایا گیا اسلوب بن جاتی ہے۔ قرآن مجید میں واضح اصول بیان کیا گیا ہے:

مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ
ترجمہ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

(سورہ ق 18)

اس اصول کے تحت یہ گالیاں خود اپنے قائل کے لیے دائمی شہادت بن جاتی ہیں۔ اسی لیے "مسیح گالی باز" کے تحت اس حوالہ کو رکھنا محض تنقید نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور اعتقادی مقدمہ ہے جو زبان، دعوے اور کردار کے باہمی تضاد کو پوری شدت کے ساتھ قاری کے

سامنے رکھ دیتا ہے۔

مرزا قادیانی ایک اور مقام پر کہتا ہے کہ:

ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔

(روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 31)

نسب پر حملہ اور اخلاقی دیوالیہ پن

یہ عبارت مرزا غلام قادیانی کے اس اسلوب کی ایک نہایت سنگین مثال ہے جس میں فکری اختلاف کو اخلاقی گالی میں بدل دیا جاتا ہے۔ "ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا" جیسے دعوائی جملے کے بعد فوراً مخالف کی نسبی حیثیت پر حملہ کر کے اسے "ولد الحرام" اور "حلال زادہ نہیں" کہنا اس بات کی کھلی شہادت ہے کہ یہاں دلیل کی جگہ جبرِ لسانی نے لے لی ہے۔ علمی دنیا میں کسی دعوے کو نہ ماننے کی سزا یہ نہیں ہوتی کہ مخاطَب کی ماں، نسب اور شرف کو نشانہ بنایا جائے، بلکہ یہ طرزِ بیان خود اس دعوے کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ نسب پر حملہ ہمیشہ اس وقت کیا جاتا ہے جب قائل کرنے کے لیے دلیل باقی نہ رہے، اور یہی پہلو اس عبارت کو "مسیح گالی باز" کے تصور میں مرکزی حیثیت دیتا ہے۔

نسب کی حرمت اور قرآنی اصول

اسلام میں نسب اور خاندانی عزت کو غیر معمولی تقدس حاصل ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ
أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ
أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا

تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو نہ مَرد مَردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے، دور نہیں کہ وہ ان ہنسے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔

(سورہ حجرات 11)

اس آیت کی روشنی میں کسی کو"ولد الحرام" کہنا صریحاً تنابز بالالقاب اور بہتان کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ یہ الزام نہ کسی ثبوت پر مبنی ہے اور نہ ہی اس کا اختلافِ رائے سے کوئی تعلق ہے۔ اس طرح یہ عبارت نہ صرف اخلاقی جرم ہے بلکہ قرآنی اصولوں کی صریح خلاف ورزی بھی ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ اور نسب پر طعن کی ممانعت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کے اس طرح کے استعمال کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

(بخاری 48)

نسب پر حملہ تو عام گالی سے بھی بڑھ کر ہے، کیونکہ اس میں براہِ راست ایک پاک دامن ماں کی طرف بہتان کا پہلو نکلتا ہے، اور بہتان کو قرآن نے سخت ترین گناہوں میں شمار کیا ہے۔ ایسے میں نبوت یا مسیحیت کے دعوے کے ساتھ اس زبان کا جمع ہونا کسی طور قابل فہم نہیں رہتا۔

دعویٰ فتح اور جبرِ اعتقاد کا مسئلہ

اس عبارت کا ایک اور خطرناک پہلو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی "فتح" کو ایک عقیدے کی حیثیت دے کر اس کے انکار کو اخلاقی اور نسبی جرم بنا دیا۔ یعنی جو شخص اس دعوے کو نہ مانے وہ محض غلطی پر نہیں بلکہ "ولد الحرام بننے کا شوقین" ہے۔ یہ طرزِ فکر علمی دعوت نہیں بلکہ جبرِ اعتقاد ہے، جس میں اختلاف کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ قرآن مجید کا اصول اس کے بالکل برعکس ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

ترجمہ کنزالایمان: کچھ زبردستی نہیں دین میں۔

(سورہ البقرۃ256)

جب دین میں جبر نہیں تو کسی شخصی دعوے کی "فتح" کو نہ ماننے پر نسبی گالی دینا کس شریعت اور کس اخلاق کا تقاضا ہو سکتا ہے؟

مسیح گالی باز: عنوان کی مزید توثیق

یہ حوالہ "مسیح گالی باز" کے عنوان کو پہلے سے زیادہ مضبوط کر دیتا ہے، کیونکہ یہاں گالی محض طعن یا تمسخر تک محدود نہیں بلکہ نسب اور ماں کی عزت تک جا پہنچتی ہے۔ اس درجے کی زبان کسی وقتی اشتعال یا جذباتی لغزش کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک سوچے سمجھے اسلوب کی عکاسی کرتی ہے جس میں مخالف کو دلیل سے نہیں بلکہ ذلت سے زیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ قرآن کے اصول

مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ

ترجمہ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

(سورہ ق18)

کے تحت یہ الفاظ خود اپنے قائل کے خلاف مستقل گواہی بن جاتے ہیں۔اسی لیے یہ حوالہ اس رسالے میں محض بطور اقتباس نہیں بلکہ ایک اخلاقی و اعتقادی فردِ جرم کی حیثیت رکھتا ہے، جو دعویٰ، زبان اور کردار کے تضاد کو پوری وضاحت کے ساتھ بے نقاب کرتا ہے۔

گالی کا جواب گالیوں سے مرزا کا قاعدہ

وانما نرد سبّ السابّين على وجوههم جزآء للمفتريات۔

اور صرف ہم گالی دینے والوں کی گالی ان کے منہ کی طرف واپس کرتے ہیں تا ان کے افترا کی پاداش ہو۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 80)

گالی کو جوابی حق بنانے کی کوشش

مرزا غلام قادیانی کا یہ جواب دراصل اس کے پورے اسلوبِ سبّ وشتم کا اعتراف بھی ہے اور اس کا ناکام جواز بھی۔ وہ صاف تسلیم کرتا ہے کہ وہ گالیاں دیتا ہے، مگر ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ گالیاں ابتداءً نہیں بلکہ جواباً ہیں۔علمی و دینی اعتبار سے یہی نکتہ سب سے زیادہ کمزور اور قابل گرفت ہے، کیونکہ انبیاء اور اولیاء کے اسوہ میں "جوابی گالی" نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔

اعترافِ جرم، انکار نہیں

اس عبارت میں مرزا قادیانی یہ نہیں کہتا کہ میں گالی نہیں دیتا، بلکہ کہتا ہے کہ ہم گالی دینے والوں کی گالی واپس کرتے ہیں۔ یہ بات خود اس امر کا اقرار ہے کہ اس کی تحریروں میں سبّ وشتم موجود ہے۔یوں "مسیح گالی باز" محض الزام نہیں رہتا بلکہ خود مدعا علیہ کی زبان سے ثابت ہو جاتا ہے۔ایک مدعیٔ نبوت یا مسیحیت سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے قول و فعل کو انبیائی معیار پر پرکھے، نہ کہ عام لوگوں کے طرزِ عمل کو جواز بنا کر اپنی بدزبانی کو درست

ثابت کرے۔

قرآنی تعلیم برائی کا جواب برائی سے نہیں

قرآن مجید نے برائی کے جواب میں برائی کو اخلاقی معیار نہیں بنایا بلکہ اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم دی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ

ترجمہ کنزالایمان: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہوجائیں گی، اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست۔

(سورہ فصلت 34)

اس آیت میں واضح اصول دے دیا گیا کہ بدی کا جواب بدی نہیں بلکہ احسن طریقے سے دیا جائے۔ اگر کوئی شخص گالی دے تو اس کے جواب میں گالی دینا قرآنی تعلیم نہیں بلکہ اسی سطح پر اتر آنا ہے، جس سے اخلاقی برتری ختم ہو جاتی ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ جواز براہِ راست اس قرآنی اصول سے متصادم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ شدید گالیوں پر بھی صبر

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مجنون، ساحر، شاعر اور نہ جانے کیا کیا کہا، مگر سیرت کا کوئی معتبر باب یہ نہیں بتاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً انہیں ماں، نسب یا جانوروں کی گالیاں دیں۔ یہاں جوابی گالی کی کوئی استثنائی شق موجود نہیں۔ اگر جواباً گالی دینا جائز ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے اس کے حق دار ہوتے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس راستے کو اختیار نہیں

کیا۔

”جزاءً للمفتریات“ کا غلط مفہوم

مرزا قادیانی نے اپنی گالیوں کو ”جزاءً“ یعنی سزا قرار دیا، حالانکہ اسلام میں سزا کا اختیار نہ فرد کو ہے نہ قلم کو، بلکہ شریعت اور عدالت کو ہے۔ کسی پر افترا کا الزام ہو تو اس کا شرعی طریقہ موجود ہے، گالی نہیں۔ قرآن مجید افترا کے بارے میں سخت احکام بیان کرتا ہے، مگر کہیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ تم بھی بدزبان ہو جاؤ۔ یوں یہ جواز نہ فقہی طور پر درست ہے، نہ اخلاقی طور پر، اور نہ ہی قرآنی نصوص سے ثابت۔

دعویٰ مسیحیت اور عام انسان کا معیار

یہ سب سے بنیادی سوال ہے کہ اگر ایک عام مسلمان کے لیے بھی گالی دینا فسق ہے، تو جو شخص اپنے آپ کو مسیحِ موعود، مہدی بلکہ نبی کہتا ہو، اس کے لیے یہ عذر کیسے قابلِ قبول ہو سکتا ہے کہ ”وہ مجھے گالی دیتے ہیں اس لیے میں بھی دیتا ہوں“۔ یہ منطق تو ایک عام جھگڑالو انسان کی ہو سکتی ہے، کسی آسمانی منصب کے مدعی کی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حوالہ ”مسیح گالی باز“ کے عنوان کو غیر معمولی قوت دیتا ہے، کیونکہ یہاں نہ صرف گالی موجود ہے بلکہ اس پر فخر آمیز دفاع بھی کیا گیا ہے۔

یہ عبارت اس حقیقت کو مکمل طور پر بے نقاب کر دیتی ہے کہ مرزا قادیانی کے ہاں گالی کوئی حادثاتی لغزش نہیں بلکہ ایک باقاعدہ نظریہ اور پالیسی تھی، جسے وہ ”جوابی کاروائی“ اور ”جزاء“ کا نام دے کر جائز ثابت کرنا چاہتا تھا۔ قرآن، حدیث اور اسوۂ نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ جواز سراسر باطل ہے، اور اسی بطلان میں ”مسیح گالی باز“ ایک تحقیقی عنوان سے بڑھ کر ایک ثابت شدہ اخلاقی فیصلہ بن جاتا ہے۔

جامع خلاصہ

سابقہ گفتگو میں مستند حوالہ جات کے ساتھ یہ حقیقت واضح کی گئی کہ مرزا غلام قادیانی کی تحریروں میں مخالفین، عام مسلمانوں بلکہ ان کی عورتوں اور نسب تک کو نشانہ بنانے والی گالیاں موجود ہیں، اور خود مرزا قادیانی نے ان گالیوں کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں جوابی کارروائی کا نام دیا۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں یہ بات پوری طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ گالی، طعن، تحقیر اور بدزبانی نہ صرف ایمان کے منافی ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کے اسوہ اور اخلاقِ نبوی ﷺ کے سراسر خلاف ہے، خواہ وہ ابتداءً ہو یا جواباً۔ بدی کا جواب بدی سے دینا اسلامی تعلیم نہیں، بلکہ نیکی اور حلم کے ذریعے اصلاح کرنا اصل معیار ہے۔

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

اسی بنیاد پر قادیانی حضرات کے سامنے خلوص کے ساتھ یہ دعوت رکھی جاتی ہے کہ وہ شخصیات کے دفاع کے بجائے قرآن، سنتِ رسول ﷺ اور اجماعِ امت کو معیار بنائیں، دعووں کو اخلاقِ انبیاء پر پرکھیں، اور ختمِ نبوت جیسے بنیادی عقیدے پر امتِ مسلمہ کے متفقہ مؤقف کو قبول کریں۔ اسلام کسی فرقہ یا شخصیت کا نام نہیں بلکہ قرآن و سنت کا نام ہے، اور اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔ ہم نفرت نہیں بلکہ حق کی دعوت دیتے ہیں، اور یہ دعوت ہے کہ خالص اسلام کی طرف لوٹ آئیے، جہاں گالی نہیں، دلیل ہے، جہاں جبر نہیں، ہدایت ہے، اور جہاں نبی آخر الزمان ﷺ کے اخلاق ہی ایمان کا معیار ہیں۔

اقوم لدعوة الأنام، وفعل ما شاء وهو أحكم الحاكمين. والله يعلم ما فى قلبى ولا يعلم أحد من العالمين.۔

حِـبٌّ لَنَا فَبِحُبِّهِ نَتَحَبَّبُ
وَعَنِ الْمَنَازِلِ والْمَرَاتِبِ نَرْغَبُ
إِنِّى أَرَى الدُّنْيَا وَبَلْدَةَ أَهْلِهَا
جَدَبَتْ وَأَرْضُ وِدَادِنَا لَا تَجْدَبُ
يَتَمَايَلُونَ عَلَى النَّعِيمِ وَإِنَّنَا
مِلْنَا إِلَى وَجْهٍ يَسُرُّ وَيُطْرِبُ
إِنَّا تَعَلَّقْنَا بِنُورِ حَبِيبِنَا
حَتّٰى اسْتَنَارَ لَنَا الَّذِى لَا يَخْشَبُ
إِنَّ الْعِدَا صَارُوا خَنَازِيرَ الْفَلَا
وَنِسَاءُهُمْ مِنْ دُونِهِنَّ الْأَكْلُبُ

کے لئے حکم کیا اور جو چاہا۔ کیا اور وہ احکم الحاکمین ہے۔

۔ ہمارا ایک دوست ہے اور ہم اُس کی محبت سے پُر ہیں۔ اور مراتب اور منازل سے ہمیں بے رغبتی اور نفرت ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اُس کے طالبوں کی زمین قحط زدہ ہو گئی یعنی جلدی تباہ ہو جائے گی اور ہماری محبت کی زمین کبھی قحط زدہ نہیں ہو گی۔ لوگ دنیا کی نعمت پر جھکتے ہیں مگر ہم اُس مُنہ کی طرف جھک گئے ہیں جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے۔ ہم اپنے پیارے کے دامن سے آویختہ ہیں ایسے کہ جو صاف اور شفاف نہیں ہوسکتا وہ بھی ہمارے لئے منور ہوگیا۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور اُن کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

آنچہ را خواست کرد کہ او احکم الحاکمین است۔ وخدا می داند آنچہ در دل من است وغیر او از اں آگاہ نہ۔
ترجمۂ اشعار۔ ما را محبوبے است کہ از حب او پر می باشیم۔ و از مراتب و مناصب بکلی فراغ داریم۔
می بینیم دنیا و زمین طالبانش را قحط بر آں چیرہ شدہ و لے زمین دوستی ما ہموارہ سرسبز خواہد بود۔
مردم بر نعمت ہائے دنیا سر فرود آوردہ اند ولیکن ما میل سوئے روئے آوردہ ایم کہ شادی و خورمی بخشد۔
ما دست بداماں دوست خود زدہ ایم از ہمیں سبب است کہ آنچہ صاف بودنش دشوار بود جہت ما صاف و روشن گردیدہ است۔
دشمنان ما خنزیر ہائے بیابان شدہ اند و زنان آنہا سگ مادہ ہا را در پس انداختہ اند☆

بلکہ برابر سخت دل اور دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برابر خدا ہی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار روپیہ نہ دیں تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا الہام جھوٹا۔ اور اگر عبداللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی سزا میعاد کے اندر نہ دیکھ لے تو ہم سچے اور **ہمارا الہام سچا**۔ پھر بھی اگر کوئی تحکم سے ہماری تکذیب کرے اور اس **معیار** کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ **ولدالحلال** اور نیک ذات نہیں ہوگا کہ خواہ نخواہ **حق سے روگردان** ہوتا ہے اور اپنی شیطنت سے کوشش کرتا ہے کہ **سچے** جھوٹے ہو جائیں۔

اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو کلموں کے مول میں خود امرتسر میں جا کر دو ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبداللہ آتھم اگر درحقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کی تو وہ ضرور بلا توقف عبارت مذکورہ بالا کے موافق اقرار کر دے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کر لیا **پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے** کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبداللہ آتھم کی حفاظت کر سکتا تھا **اور اب مر گیا ہے** اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں یہ کہہ کے **اعلان** دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبداللہ آتھم کی جان بچائی تو پھر اب بھی **خداوند مسیح** جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبداللہ آتھم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہو جائے اور پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیئے کیونکہ اس کی خداوندی اور قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز **ہمارے جھوٹ کا تجربہ**۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبداللہ آتھم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ باتیں سب جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے بچایا جو **خود مر چکا** وہ کس کو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا وہ قادر کیونکر اور خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب نادان عیسائیوں کی تحریک سے بے باک ہو جائے گا تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بے باکی کا مزہ چکھے گا۔ غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کیلئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا **انصاف** کی رو سے جواب دے سکے انکار اور **زبان درازی** سے باز نہیں آئے گا اور ہماری **فتح** کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو **ولدالحرام بننے کا شوق ہے** اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کیلئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

وإنّ نقض العهود من سير الكاذبين، فكيف يصدر هذا من أصدق الصادقين؟ وهو ملكٌ قدّوسٌ نور السماوات والأرضين، لا يُعزى إليه كذب ولا تخلّف وعدٍ كالمخلوقين، وقد تنزّه شأنه عن صفات المزوّرين. انظر إلى وعده ثم انظر كيف بلغت دعوة الصليب ذُرَى كمالها وقطعت الأطماع عن زوالها، وترون أن خيامها كيف رست

کیونکہ نقض عہد جھوٹوں کی خصلتوں میں ہے۔ سو یہ امر اصدق الصادقین سے کیونکر صادر ہو سکے۔ اور وہ قدوس آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کی طرف جھوٹ اور تخلّفِ وعدہ مخلوق کی طرح منسوب نہیں ہو سکتا اور اس کی شان دروغگو لوگوں کی صفات سے منزّہ ہے۔ اس کے وعدہ کو دیکھ۔ پھر دیکھ کہ صلیبی دعوت کس کمال تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس کے زوال کی امید قطع ہو چکی ہے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اس کے خیمے رسّوں کے ذریعہ

بقية الحاشية: يكسر شان هٰذه السادات وانما نرد سبّ السابّين على وجوههم جزآء للمفتريات . منه

بقیہ حاشیہ: نہیں ہے جو ان بزرگوں کی کسر شان کرتا ہو اور صرف ہم گالی دینے والوں کی گالی ان کے منہ کی طرف واپس کرتے ہیں تا ان کے افترا کی پاداش ہو۔ منه

کہ ہر گاہ وعدہ کند ایفا کند۔ چہ شکستن عہد شیمۂ دروغ زنان است چہ جائے آنکہ از راست ترین راستاں سر برزند۔ وآں پاک برتر نور آسمان و زمین است و چوں آفریدہ ہا دروغ و خلاف وعدہ باو منسوب نمی شود۔ وشان وے بالاتر از دروغِ زنان است۔ اوّلاً نظر بر وعدہ اش بکن باز نگاہے بینداز کہ دعوت صلیبی تا چہ پایاں رسیدہ و امید زوال آن بنو میدی بدل شدہ۔ خیمہ اش باطنابہا

بقیہ حاشیہ: در بیان ما حرفے نخواہد بود کہ کسر شان ہمچو بزرگان از آن پیدا شود کار ما جز این نہ کہ دشنام دشنام دہندگان را برروئے شان باز۔ پس میزنیم تا انہا بہ پاداش افترائے خود برسند۔ منہ

قرآن پر بہتان اور بدزبانی کا نیا جواز

مرزا قادیانی کو جب لوگوں نے روکا کہ تو گالیاں مت نکالا کر تو اس نے یہ کہہ کر جان چھڑا لی کہ:

سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 109)

مرزا غلام قادیانی کا یہ کہنا کہ" سارا قرآن شریف گالیوں سے بھرا ہوا ہے" دراصل اپنی بدزبانی سے جان چھڑانے کی ایک ناکام کوشش ہی نہیں بلکہ قرآنِ مجید پر صریح بہتان بھی ہے۔قرآن حکیم جس کتاب کو خود ہدایت، حکمت اور اخلاقِ عالیہ قرار دیتا ہے، اسے گالیوں کا مجموعہ کہنا کلامِ الٰہی کی روح سے ناواقفیت یا دانستہ تحریفِ مفہوم کی علامت ہے۔قرآن جہاں باطل افکار کی تردید کرتا ہے وہاں الفاظ دلیل، تمثیل اور حکیمانہ اسلوب میں آتے ہیں، نہ کہ نسب، عورتوں یا اشخاص کو جانوروں سے تشبیہ دے کر۔اس فرق کو مٹانا علمی خیانت ہے۔

قرآنی اسلوبِ کلام اور حسنِ گفتار کا اصول

قرآن مجید واضح طور پر زبان کے پاکیزہ استعمال کا حکم دیتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

ترجمہ کنزالایمان: اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو۔

(سورہ اسراء آیت 53)

اس آیت میں عمومی حکم ہے کہ گفتگو کا معیار "احسن" ہو، یعنی بہترین، نرم اور شائستہ۔اگر قرآن خود گالیوں سے بھرا ہوتا تو "احسن قول" کا یہ حکم بے معنی ہو جاتا۔اسی طرح قرآن نبی کریم ﷺ کے اخلاق کی گواہی دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک تمہاری خُوبُو (خُلق) بڑی شان کی ہے۔

(سورہ القلم آیت 4)

عظیم اخلاق گالی کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔

تردید اور سبّ میں بنیادی فرق

قرآنِ مجید میں جہاں کفر، شرک اور باطل عقائد کی تردید ہے وہاں موضوع "عمل اور عقیدہ" ہے، نہ کہ ذاتیات۔ مثلاً باطل معبودوں کی بے بسی بیان کی جاتی ہے، مگر یہ اسلوب دلیل اور حقیقت پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ فحش کلامی پر۔ مرزا قادیانی نے اس علمی تردید کو شخصی گالیوں کے ہم معنی قرار دے کر قرآن کے اسلوب کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔ یہ طرزِ فکر دراصل اس حقیقت سے فرار ہے کہ قرآن کی کسی آیت سے ماں، نسب یا عورتوں کی گالی کا جواز نہیں نکلتا۔

اخلاقِ نبوی ﷺ اور قرآنی نمونہ

قرآن نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

ترجمہ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔

(سورہ آل عمران آیت 159)

یہ نرمی اس وقت بھی تھی جب شدید مخالفت، طعن اور اذیت موجود تھی۔ اگر قرآن کا مزاج گالی ہوتا تو اس نرمی کی تعلیم کیوں دی جاتی؟ اس کے برعکس قرآن اصلاح، نصیحت اور حکمت کے ذریعے دل جیتنے کا راستہ دکھاتا ہے۔

نتیجہ اور دعوتِ فکر

یہ حوالہ "مسیح گالی باز" کے باب میں اس لیے نہایت اہم ہے کہ یہاں گالی کے دفاع میں بات آگے بڑھ کر قرآن پر ہی ڈال دی گئی۔ یہ نہ صرف اخلاقی کمزوری بلکہ فکری بے بسی کا اعلان ہے۔ قادیانی حضرات کے لیے خلوص کے ساتھ دعوت ہے کہ قرآن کو اس کے اپنے بیان کردہ معیار پر پرکھیں، اس کے اسلوبِ ہدایت کو گالی کے پردے میں نہ چھپائیں، اور محمد رسول اللہ ﷺ کے عظیم اخلاق کو ایمان کا اصل پیمانہ بنائیں۔ قرآن دلیل، حکمت اور حسنِ کلام کی دعوت دیتا ہے۔ آیئے اسی خالص اسلام کی طرف لوٹ آئیں جہاں زبان پاکیزہ اور عقیدہ واضح ہوتا ہے۔

قرآن پر بہتان، تفسیر کی تحریف اور گالی کو دلیل بنانے کی ناکام کوشش

> قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اُس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سُنا سُنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قرآن شریف میں بعض کا نام ابو لہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر کہا اور ابو جہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید (بن) مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت

ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 115، 116 حاشیہ)

مرزا غلام قادیانی کی یہ عبارت محض بدزبانی کا دفاع نہیں بلکہ قرآنِ مجید کے اسلوب پر صریح بہتان، مفہوم کی تحریف اور آیاتِ قرآنیہ کو عوامی گالیوں کے برابر لا کھڑا کرنے کی جسارت ہے۔ اس نے قرآن کی وعید، تردید اور اخلاقی فیصلہ کو جان بوجھ کر بازاری گالی کے ہم معنی قرار دینے کی کوشش کی، حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

لعنت کو گالی قرار دینا، قرآنی اصطلاح کی تحریف

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ قرآن کفار پر لعنت بھیجتا ہے اور یہ گالی ہے، حالانکہ لعنت قرآن کی اصطلاح میں کسی کو گالی دینا نہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے محرومی کا اعلان ہے، جو ایک عدالتی اور اعتقادی فیصلہ ہوتا ہے، نہ کہ فحش کلامی۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا

ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

(سورۃ الأحزاب آیت: 64)

یہاں نہ کوئی ذاتی طعن ہے، نہ نسب پر حملہ، نہ عورتوں کی تحقیر، بلکہ ایک الٰہی فیصلہ ہے جو عقیدے کی بنیاد پر صادر ہوا ہے۔ اس کو عام انسانی گالی کہنا علمی بددیانتی کے سوا کچھ نہیں۔

ابولہب کو گالی کہنا، جہالت یا دانستہ فریب

مرزا قادیانی نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ قرآن نے کسی کا نام "ابولہب" رکھ کر اسے گالی دی، حالانکہ ابولہب اس شخص کی کنیت تھی جو خود عرب معاشرے میں مشہور تھی، اور قرآن نے اسی معروف نام کو استعمال کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ

ترجمہ کنزالایمان: تباہ ہوجائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

(سورہ اللھب آیت 1)

یہاں قرآن نے اس کے اعمال کی خبر دی ہے، نہ کہ اس کی ماں، نسب یا عورتوں کو گالی دی، جیسا کہ مرزا قادیانی اپنی تحریروں میں کرتا ہے۔

بندر اور خنزیر کا ذکر، مسخِ کردار، نہ کہ گالی

مرزا قادیانی نے قرآن کے اس بیان کو بھی گالی قرار دیا جس میں بعض قوموں کے عذاب اور مسخ کا ذکر ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ ۚ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ کیا میں بتادوں جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجہ میں ہیں وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کردیے بندر اور سور اور شیطان کے پجاری ان کا ٹھکانا زیادہ برا ہے اور یہ سیدھی راہ سے زیادہ بھکے۔

(سورہ المائدہ آیت 60)

یہ آیت سزا اور عذاب کے بیان میں ہے، کسی زندہ مخالف کو گالی دینے کے لیے نہیں۔ اس کو عام گالیوں پر قیاس کرنا قرآن کے بیان کردہ تاریخی و اخلاقی تناظر کو مسخ کرنا ہے۔

ولید بن مغیرہ کے بارے میں سخت الفاظ

قرآن نے ولید بن مغیرہ کے اعمال، نیت اور باطنی کیفیت کو بیان کیا، مگر ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو فحش، بازاری یا نسبی گالی کے زمرے میں آئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ، فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ

ترجمہ کنزالایمان: بیشک وہ سوچا اور دل میں کچھ بات ٹھہرائی۔ تو اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی۔

(سورہ المدثر آیت: 19,18)

یہ تحلیل کردار ہے، نہ کہ گالی۔ قرآن فرد کے فعل کو موضوع بناتا ہے، مرزا قادیانی کی طرح اس کی ماں، نسب یا عورتوں کو نہیں۔ مرزا غلام قادیانی کا یہ دعویٰ کہ قرآن سخت گالیوں کا مجموعہ ہے، دراصل اپنی بدزبانی کو الٰہی رنگ دینے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ قرآن گالی نہیں دیتا، فیصلہ سناتا ہے؛ نسب نہیں اچھالتا، کردار واضح کرتا ہے؛ عورتوں کو نشانہ نہیں بناتا، اعمال پر حکم لگاتا ہے۔ قادیانی حضرات کے لیے خلوص کے ساتھ دعوت ہے کہ وہ قرآن کو مرزا قادیانی کی عینک سے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ، امت کے متفقہ فہم اور خود قرآن کے بیان کردہ معیار کے مطابق سمجھیں۔ یہی خالص اسلام ہے، اور اسی میں ہدایت، اخلاق اور نجات ہے۔

اقراری ثبوت: خود مرزا قادیانی کی زبان سے فیصلہ

ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

(روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133)

یہ جملہ "ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے" مرزا غلام قادیانی کی اپنی تحریر سے ایک ایسا اقراری ثبوت ہے جو کسی خارجی استدلال کا محتاج نہیں رہتا۔ جب کسی شخص کے قلم

سے یہ اصولی قاعدہ ثابت ہو جائے کہ ناحق گالی دینا کمینگی اور سفالت ہے، اور اسی شخص کی دیگر کتب میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دی گئی ہزاروں ناحق گالیاں موجود ہوں، تو فیصلہ خود بخود اسی کے اپنے معیار پر صادر ہو جاتا ہے۔

یہاں اصل نکتہ یہ نہیں کہ مخالفین نے کیا کہا، بلکہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خود گالی کو اخلاقی پستی قرار دیا، پھر اسی قاعدے کی بار بار خلاف ورزی کی۔ یہ تضاد محض لغزش نہیں بلکہ ایک مستقل روش کی نشان دہی کرتا ہے، جس میں دعویٰ کچھ اور ہے اور عمل اس کے بالکل برعکس۔ ایسے میں دفاع کے تمام عذر جوابی گالی، قرآن پر تہمت، یا سخت کلامی کو گالی بنا کر پیش کرنا خود اسی اقراری اصول کے سامنے بے وزن ہو جاتے ہیں۔

علمی نتیجہ

جب اصول بھی قائل کا ہو اور اطلاق بھی اسی پر لازم آئے، تو یہ خود احتسابی کی ناکامی نہیں بلکہ خود الزام بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حوالہ "مسیح گالی باز" کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ یہاں گالیوں کی کثرت پر بحث نہیں، بلکہ گالی کی اخلاقی حیثیت پر خود مرزا قادیانی کا فیصلہ موجود ہے، جو اس کے اپنے طرزِ عمل کے خلاف گواہی بن جاتا ہے۔

قادیانی حضرات کے لیے خیر خواہانہ دعوت ہے کہ شخصیات کے دفاع کے بجائے اصول کو تھامیں۔ اگر ناحق گالی واقعی سفالت ہے تو پھر اس اسلوب سے براءت اختیار کیجیے، اور اس اسلام کی طرف لوٹ آئیے جو قرآن وسنت، اخلاقِ نبوی ﷺ اور ختمِ نبوت پر قائم ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس میں دلیل ہے، وقار ہے اور نجات ہے۔

وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جو اس عاجز نے بزعم ان کے اپنی تالیفات میں استعمال کئے ہیں اور درحقیقت سب وشتم میں داخل ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے بلکہ ایسی ہر یک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام ہی تصور کر لیتے ہیں حالانکہ دشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے اور اگر ہر یک سخت اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اس کے مرارت اور تلخی اور ایذارسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پُر ہے کیونکہ جو کچھ بتوں کی ذلّت اور بُت پرستوں کی حقارت اور ان کے بارہ میں لعنت ملامت کے سخت الفاظ قرآن شریف میں استعمال کئے گئے ہیں یہ ہرگز ایسے نہیں ہیں جن کے سننے سے بت پرستوں کے دل خوش ہوئے ہوں بلکہ بلاشبہ ان الفاظ نے ان کے غصہ کی حالت کی بہت تحریک کی ہو گی۔ کیا خدائے تعالیٰ کا کفار مکہ کو مخاطب کر کے یہ فرمانا کہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ [1] معترض کے من گھڑت قاعدہ کے موافق گالی میں داخل نہیں ہے کیا خدائے تعالیٰ کا قرآن شریف میں کفار کو شَرُّ الْبَرِيَّةِ قرار دینا اور تمام رذیل اور پلید مخلوقات سے انہیں بدتر ظاہر کرنا یہ معترض کے خیال کے رو سے دشنام دہی میں داخل نہیں ہوگا؟ کیا خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ [2] نہیں فرمایا کیا مومنوں کی علامات میں اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ [3] نہیں رکھا گیا کیا حضرت مسیح کا یہودیوں کے معزز فقیہوں اور فریسیوں کو سؤر اور کتّے کے نام سے پکارنا اور گلیل کے عالی مرتبہ فرمانروا ہیرودیس کا لونبڑی نام رکھنا اور معزز سردار کاہنوں اور فقیہوں کو

جس قدر مشرکین کا کینہ ترقی کر گیا تھا اس کا اصل باعث وہ سخت الفاظ ہی تھے جو اُن نادانوں نے دشنام دہی کی صورت پر سمجھ لئے تھے جن کی وجہ سے آخر لسان سے سنان تک نوبت پہنچی ورنہ اول حال تو وہ لوگ ایسے نہیں تھے بلکہ کمال اعتقاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گئے ہیں جیسے آج کل کے ہندو لوگ بھی کسی گوشہ نشین فقیر کو ہرگز بُرا نہیں کہتے بلکہ نذریں نیازیں دیتے ہیں۔

اس جگہ مجھے نہایت افسوس اور غمگین دل کے ساتھ اس بات کے ظاہر کرنے کی بھی حاجت پڑی ہے کہ یہ اعتراض جو مجھ پر گیا ہے یہ صرف عوام الناس کی طرف سے ہی نہیں بلکہ میں نے سنا ہے کہ بانی مبانی اس اعتراض کے بعض علماء بھی ہیں۔ سو میں ان کی شان میں یہ تو ظن نہیں کر سکتا کہ وہ قرآن شریف اور کتب سابقہ سے بے خبر ہیں اور نہ کسی طور سے جائے ظن ہے☆ لیکن میں جانتا ہوں کہ آج کل کی یورپ کی جھوٹی تہذیب نے

☆ حاشیہ: قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اُس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سُنا سُنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا [1] الجزو۲ سورۃ بقرہ۔ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ الجزو نمبر۲ [2]۔ ایسا ہی ظاہر ہے کہ کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف نہ صرف حیوان بلکہ کفار اور منکرین کو دنیا کے تمام حیوانات سے بدتر قرار دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [3]۔ ایسا ہی ظاہر ہے کہ کسی خاص آدمی کا نام لے کر یا اشارہ کے طور پر اس کو نشانہ بنا کر گالی دینا زمانہ حال کی

جو ایمانی غیوری سے بہت دُور پڑی ہوئی ہے ہمارے علماء کے دلوں کو بھی کسی قدر دبالیا ہے۔اس سخت آندھی کے چلنے کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں بھی کچھ غبار سا پڑ گیا ہے اور ان کی فطرتی کمزوری اس نزلہ کو قبول کرگئی ہے۔اسی وجہ سے وہ ایسے خیالات پر زور دیتے ہیں جن کا کوئی اصل صحیح حدیث وقرآن میں نہیں پایا جاتا ہاں یورپ کی اخلاقی کتابوں میں تو ضرور پایا جاتا ہے اور ان اخلاق میں یورپ نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ ایک جوان عورت سے ایک نامحرم طالب کی بکلّی دل شکنی مناسب نہیں سمجھی گئی۔مگر کیا قرآن شریف یورپ کے ان اخلاق سے اتفاق رائے کرتا ہے؟ کیا وہ ایسے لوگوں کا نام دیوّث نہیں رکھتا؟ میں ایسے علماء کو محض للہ متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ایسی نکتہ چینیاں کرنے اور ایسے خیالات کو دل میں جگہ دینے سے حق اور حق بینی سے بہت دور جا پڑے ہیں اگر وہ مجھ سے لڑنے کو تیار ہوں تو اپنی خشک منطق سے جو چاہیں کہیں لیکن اگر وہ خدائے تعالیٰ سے خوف کرکے کسی قدر سوچیں تو یہ ایسی بات نہیں ہے جو ان کی نظر سے پوشیدہ رہ سکے نیک بخت

بقیہ حاشیہ

تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر کہا اور ابوجہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید (بن) مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۔ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۔ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۔ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۔ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۔ .... سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ [1] دیکھو سورہ القلم الجزو نمبر ۲۹۔یعنی تُو ان مکذّبوں کے کہنے پر مت چل جو بدل اس بات کے آرزومند ہیں کہ ہمارے معبودوں کو بُرا مت کہو اور ہمارے مذہب کی ہجو مت کرو تو پھر ہم بھی تمہارے مذہب کی نسبت ہاں میں ہاں ملاتے رہیں گے اور ان کی چرب زبانی کا خیال مت کر یہ شخص جو مداہنہ کا خواستگار ہے جھوٹی قسمیں کھانے والا اور ضعیف الرائے اور ذلیل آدمی ہے دوسروں کے عیب ڈھونڈنے والا اور سخن چینی سے لوگوں میں تفرقہ ڈالنے والا اور نیکی کی

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت ان کو برا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب ان پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں وید کے مکذب جو ہوئے۔

قولہ۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ویدوں کو نہ سنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بدہ مان لوگ جو کہ ہٹی درہ گرہے نہیں دے سب سمپر دای والے بیدمت میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ ویدوں کو سنا نہ دیکھا کیا کریں جو سننے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔

اقول۔ اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب اور ان کے پیرو ٹھگ ہیں انہوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر ہر چند یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکّار ان کا نام نہ رکھتے بلکہ ان کے وہ تمام عقیدے جو گرنتھ میں درج ہیں اور مخالف وید ہیں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے تا عقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر یک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ نانک جی بڑے دھنا را ور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو ان کے چیلوں نے نانک چندودے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے سدھ اور بڑے ایشرج والے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما ادی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے وواہ میں گھوڑے، رتھ، ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادی رتنوں سے جڑے ہوئے پارادار نتھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہے یعنی نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر ان کے چیلوں نے پوتھی نانک چندودی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور بھگت کر کے لکھا ہے

توہین کا بالواسطہ طریقہ، بہتان اور خود اقراری معیار

مرزا قادیانی نے عیسائی پادری عبداللہ آتھم کی طرف ایک بات منسوب کرتے ہوئے کہا کہ:

یہ پادری آنحضرت ﷺ کو دجال کہتا ہے۔ (نقل کفر کفر نباشد)

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 6)

یہ واقعہ مرزا غلام قادیانی کے اس اسلوب کو نمایاں کرتا ہے جس میں گالی یا توہین کو براہِ راست کہنے کے بجائے کسی دوسرے کی طرف منسوب کر کے بیان کیا جاتا ہے۔ مرزا نے عیسائی پادری عبداللہ آتھم کی طرف یہ بات منسوب کی کہ وہ آنحضرت ﷺ کو "دجال" کہتا ہے، حالانکہ اس نسبت پر عیسائی حلقوں کی طرف سے اجتماعی تردید سامنے آئی کہ ہم مسلمانوں کے نبی ﷺ کے لیے ایسا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ اس صورتِ حال میں اصل مسئلہ یہ نہیں رہتا کہ نسبت کس نے کی، بلکہ یہ ہے کہ توہین آمیز لفظ خود مرزا کی تحریر میں آیا اور اسی کے ذریعے عام قارئین تک پہنچا۔

بالواسطہ گالی بھی گالی ہے

گالی دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے مونہہ سے تو حرامزادہ نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ فلاں شخص آپ کو حرامزادہ کہتا تھا یہ بھی گالی ہوگی جو اس نے دوسرے کو دی گو دوسرے کی زبان سے دلائی۔

(قادیانی اخبار الفضل 3 ستمبر 1935 صفحہ 6)

اصولی طور پر اگر کوئی شخص کسی کے بارے میں توہین آمیز لفظ خود نہ کہے مگر یہ کہہ دے کہ "فلاں تمہیں یہ کہتا تھا"، تو توہین کا اثر وہی رہتا ہے، کیونکہ لفظ اسی کے قلم یا زبان سے منتقل

ہوا۔اسی نکتے کی وضاحت قادیانی اخبار الفضل میں خود قادیانی حلقوں کی طرف سے کی گئی کہ دوسرے کی طرف منسوب کر کے گالی بیان کرنا بھی گالی ہی شمار ہوتی ہے۔ یوں یہ اصولی بات مرزا قادیانی کے اس طرزِ بیان پر براہِ راست منطبق ہوتی ہے۔

جب کسی فرد یا گروہ کی طرف ایک ایسی بات منسوب کی جائے جس کی وہ صراحتاً تردید کرے، تو وہ محض نقلِ قول نہیں رہتی بلکہ بہتان بن جاتی ہے۔ یہاں عیسائی پادری کی طرف منسوب نسبت کی تردید سامنے آنے کے بعد بھی یہ حقیقت برقرار رہتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے "دجال" جیسے لفظ کا تذکرہ مرزا کے متن میں داخل ہوا، جو احترامِ رسالت ﷺ کے منافی ہے۔

یاد رہے کہ اسی قسم کی ایک حرکت انجینئر مرزا محمد علی نے بھی کی اور اس کی پاداش میں پاکستانی قانون کے مطابق اس پر 295C کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے جو تا حال جاری ہے اور اس کی سزا پاکستانی قانون میں پھانسی ہے۔

نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی اور مخالف جو ہر ایک موقعہ پر شکست پاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں میں نے لکھا ہے اگر اس پیشگوئی کے مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں اب تک جوانہوں نے تکذیب کی ہے اس میں تو صرف ایک لعنت کو خریدا ہے مثلاً بار بار شور مچایا کہ آتھم پندرہ مہینہ کے اندر نہیں مرا۔ حالانکہ پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے گا تو پندرہ مہینہ میں نہیں مرے گا سو اس نے عین جلسہ مباحثہ پر ستّر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اس نے پندرہ مہینہ تک اپنی خاموشی اور خوف سے اپنا رجوع ثابت کر دیا۔ اور پیشگوئی کی بناء یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا لہٰذا اس نے رجوع سے صرف اس قدر فائدہ اُٹھایا کہ پندرہ مہینے کے بعد مرا مگر مر گیا یہ اس لئے ہوا کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا سو وہ مجھ سے پہلے مر گیا اسی طرح وہ غیب کی باتیں جو خدا نے مجھے بتلائی ہیں اور پھر اپنے وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم نہیں مگر کتاب نزول المسیح میں جو چھپ رہی ہے نمونہ کے طور پر صرف ڈیڑھ سو ان میں سے مع ثبوت اور گواہوں کے لکھی گئی ہیں۔ اور کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ ان کی مثل نہیں ملے گی اگر میرے مخالف اسی طریق سے فیصلہ کرتے تو کبھی سے اُن کی آنکھیں کھل جاتیں اور میں ان کو ایک کثیر انعام دینے کو تیار تھا اگر وہ دنیا میں کوئی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک

کا انہیں شبہ ہو۔ اگر احمدی بالفرض عام مسلمانوں کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے سے اس خیال سے بچتے ہیں۔ تو اس طرح مسلمان ناراض ہو جائینگے تو ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کے سامنے تو وہ نڈر ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ ہتک کرتے ہوں گے۔ پس غیر احمدیوں کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ احمدی منافقت سے کام لے کر انہیں خوش کرنے کے لئے ان کے سامنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر دیتے ہیں۔ مگر ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ پس میں کہتا ہوں

تصفیہ کا آسان طریق

یہ ہے۔ کہ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں میں سے ایک ہزار آدمی چنا جائے۔ اور وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھا کر بتائیں۔ کہ احمدی عام مسلمانوں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کے متعلق زیادہ جوش رکھتے ہیں۔ یا کم۔ اگر ایک ہزار سارے کا سارا یا اس کا بیشتر حصہ کیونکہ ایک دو جھوٹ بھی بول سکتے ہیں۔ یہ گواہی دے کہ اس نے احمدیوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنے والا اور آپ کے نام کو دنیا میں بلند کرنے والا پایا۔ تو اس قسم کا اعتراض کرنے والوں کو اپنے فعل پر شرمانا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں۔ وہ لوگ جو ہمارے متعلق یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ وہ بار بار ہمارے متعلق اس اتہام کو دوہرا کر خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ کیونکہ کسی کو

گالی دینے کا ایک طریق

یہ بھی ہوا کرتا ہے۔ کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے مونہہ سے تو حرامزادہ نہ کہے۔ مگر یہ کہہ دے۔ کہ فلاں شخص آپ کو حرامزادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی۔ جو اس نے دوسرے کو دی۔ گو دوسرے کی زبان سے دلائی۔ پس اگر یہ تصفیہ کا طریق جو میں نے بیان کیا ہے اسے منظور نہ کریں تو میں کہونگا۔ ایسے اعتراض کرنے والے حقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خود ہتک کرتے ہیں۔ گو اپنے منہ سے نہیں۔ بلکہ ہماری طرف ایک غلط بات منسوب کر کے

دوسرا طریق

یہ ہے۔ کہ ان مخالفین میں سے وہ علماء جنہوں نے سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کیا ہوا ہو۔ پانچ سو یا ہزار میدان میں نکلیں ہم میں سے بھی پانچ سو یا ہزار میدان میں نکل آئیں گے۔ دونوں مباہلہ کریں۔ اور دعا کریں۔ کہ وہ فریق جو حق پر نہیں خدا تعالیٰ اسے اپنے عذاب سے ہلاک کرے۔ ہم دعا کریں گے۔ کہ اے خدا تو جو ہمارے

سینوں کے رازوں سے واقف

ہے۔ اگر تو جانتا ہے۔ کہ ہمارے دلوں میں واقعی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت نہیں۔ اور ہم آپ کو سارے انبیاء سے افضل و برتر یقین نہیں کرتے اور نہ آپ کی غلامی میں نجات سمجھتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کا ایک خادم اور غلام نہیں جانتے۔ بلکہ درجہ میں آپکو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بلند سمجھتے ہیں۔ تو اے خدا ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو اس جہان میں ذلیل و رسوا کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک کر اس کے مقابلہ میں وہ دعا کریں۔ کہ اے خدا ہم کامل یقین رکھتے ہیں۔ کہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے۔ آپ کی

تحقیر و تذلیل پر خوش

ہوتے۔ اور آپ کے درجہ کو گرانے اور کم کرنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے تو تو اس دنیا میں ہمیں اور ہمارے بیوی بچوں کو ذلیل و رسوا کر۔ اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک کر۔

یہ مباہلہ ہے۔

جو وہ ہمارے ساتھ کر لیں۔ اور خدا پر معاملہ چھوڑ دیں۔ پانچ سو یا ہزار کی تعداد میں ایسے علماء کا اکٹھا کرنا جو ہمارے سلسلہ کی کتب سے واقفیت رکھتے ہوں۔

آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندہ

کہلانے والوں کے لئے کوئی مشکل نہیں بلکہ معمولی بات ہے۔ اور ہم تو ان سے بہت تھوڑے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم تیار ہیں کہ پانچ سو یا ہزار کی تعداد میں اپنے آدمی پیش کریں۔ شرط صرف یہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو وہ اپنی طرف سے پیش کریں۔ وہ ایسے ہوں۔ جو حقیقت میں ان کے نمائندہ ہوں۔ اگر وہ جاہل اور بیہودہ اخلاق والوں کو اپنی طرف سے پیش کریں۔ تو ہمیں اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ یہ تسلیم کر لیں۔ کہ وہ ان کی طرف سے نمائندہ ہیں۔ ہاں

احرار کے سرداروں کے لئے

ضروری ہوگا۔ کہ وہ اس میں شامل ہوں مثلاً مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب شامل ہوں۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب شامل ہوں۔ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر شامل ہوں۔ چودھری افضل حق صاحب شامل ہوں۔ مولوی داؤد غزنوی صاحب شامل ہوں۔ اور ان کے علاوہ اور لوگ جن کو وہ منتخب کریں۔ شامل ہوں۔ پھر کسی ایسے شہر میں جس پر فریقین کا اتفاق ہو۔ یہ مباہلہ ہو جائے۔ مثلاً

گورداسپور میں

ہی یہ مباہلہ ہو سکتا ہے۔ جس مقام پر انہیں خاص طور پر ناز ہے۔ یا لاہور میں اس قسم کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ ہم قسم کھا کر کہینگے کہ ہم پر اور ہماری بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو۔ اگر ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کامل یقین نہ رکھتے ہوں آپ کو خاتم النبیین نہ سمجھتے ہوں۔ آپکو افضل الرسل یقین نہ کرتے ہوں۔ اور قرآن کریم کو

تمام دنیا کی ہدایت و راہنمائی کیلئے آخری شریعت

نہ سمجھتے ہوں۔ اس کے مقابلہ میں وہ قسم کھا کر کہیں۔ کہ ہم یقین اور وثوق سے کہتے ہیں۔ کہ احمدی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے۔ نہ آپ کو دل سے خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ اور آپ کی فضیلت اور بزرگی کے قائل نہیں بلکہ آپ کی توہین کرنے والے ہیں۔ اے خدا اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے۔ تو ہم پر اور ہماری بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے خود بخود فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ کونسا فریق اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ کون

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عشق

رکھتا ہے۔ اور کون دوسرے پر جھوٹا الزام لگاتا ہے۔ مگر یہ شرط ہوگی۔ کہ

عذاب انسانی ہاتھوں سے نہ ہو

بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہو۔ اور ایسے سامانوں سے ہو۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کئے جا سکیں۔

دوسرا اتہام جو میں نے چند دن ہوئے سنا ہے یہ ہے۔ کہ

منصوری میں احراریوں کا ایک جلسہ

مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر حسام الدین صاحب ایک احراری نے جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلاتے ہوئے کہا۔ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بھی بجا دی جائے۔ تو مرزائی لوگ اس کی کوئی پرواہ نہ کرینگے۔ بلکہ خوش ہونگے۔ اس کے جواب میں بھی میں کہتا ہوں۔

لعنة اللہ علی الکاذبین

خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا

تو الگ رہی۔ ہم تو یہ بھی پسند نہیں کر سکتے۔ کہ خانہ کعبہ کی کسی اینٹ کو کوئی شخص بدنیتی سے اپنی انگلی بھی لگائے۔ اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی کو جب کفار مکہ قتل کرنے لگے۔ تو انہوں نے ان صحابی سے پوچھا۔ کہ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا۔ کہ تم اس وقت مدینہ میں آرام سے بیٹھے ہوتے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تمہاری جگہ سزا دی جاتی۔ اس صحابی نے جواب دیا۔ کہ تم تو یہ کہتے ہو۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہاں میری جگہ ہوں۔ اور میں مدینہ میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو

مدینہ کی گلیوں میں چلتے ہوئے

کوئی کانٹا چبھ جائے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ کہ ہمیں تو یہ بھی پسند نہیں۔ کہ خانہ کعبہ کی طرف کوئی بدنیت آنکھ بھی اٹھائے۔ اور

اپیل برائے مالی معاونت

جامعہ ختمِ نبوت گوجرانوالہ میں تقابل ادیان و مذاہب اور درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم جاری ہے، جہاں طلبہ کو دینی و علمی میدان میں مضبوط بنیاد فراہم کی جاتی ہے۔ موجودہ دور کی شدید مہنگائی کے باعث جامعہ کے تعلیمی و انتظامی اخراجات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ہم مخیر حضرات سے دل کی گہرائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ماہانہ بنیادوں پر 20، 30 یا 50 ڈالر (یا اپنی استطاعت کے مطابق) مستقل معاونت فرما کر اس صدقۂ جاریہ میں حصہ لیں۔ آپ کا تھوڑا سا تعاون بھی ہمارے طلبہ کی تعلیم اور جامعہ کے انتظامات کے لیے بہت بڑی مدد ثابت ہوسکتا ہے۔ فنڈز ارسال کرنے کے لیے جامعہ کا بینک اکاؤنٹ، جیز کیش، یا ایزی پیسہ نمبر درج ذیل ہے: (00923247448814) اللہ تعالیٰ آپ کے رزق میں برکت، صحت و سلامتی، اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مخیر حضرات متوجہ ہوں!

مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ ہمارے اس رسالے اور دیگر دینی مطبوعات کی اشاعت میں تعاون فرمائیں، تاکہ یہ کتب مسلمانانِ اہلِ حق کے لیے قادیانیت کے فتنہ کو سمجھنے اور اپنے عقائد کے تحفظ میں مؤثر ثابت ہوں۔ اگر آپ اس رسالے کی طباعت میں حصہ لینا چاہیں تو براہِ کرم ہمارے فراہم کردہ واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔


+923247448814